حد سرقہ سے متعلق مصنف عبدالرزاق اورابن ابی شیبہ کی منتخب مرویاتِ مرفوعہ کافقہائے اربعہ کی آراء کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

A Research Review of the Selected Marwiyat-e-Marfu'ah of Musannaf Abdul Razzaq and Ibn Abi Shaybah on the Prohibition of Theft in Light of the Opinions of Fuqahay e Arba'ah

Abdul Qayyum[1]

Dr.Abul Hassan Shabbir Ahmad [2]

Abstract:

Islam is the religion of nature and the complete code of life and tha protector of the rights of all human beings. Islam provides human beings with the protection of their basic rights, the basic rights which are called Huqooq e Khumsa, that is, the protection of religion, race, honor and integrity, life and property. And these are the basic rights that every member of the society wants to be protected so that he can live in peace and tranquility. The religion of Islam has given a formal and organized system to protect the same rights of human beings which are called Hudud. Hudud are the punishments that have been set by the Sharia for crimes. For example, had-e-Zina, had-e-qazaf, Had-e-sarqah, had-e-Harabah, had-e-shurb e Khamar, had-e-Irtadad, etc. One of these limits is the limit of theft that has been set by the Sharia to protect people's property. In this article, a research review is presented in the light of the opinions of Arba'ah jurisprudents on the Musannaf Abd al-Razzaq and Ibn Abi Shaybah's selected Marfu' Marwiat related to Had-e-saraqa. The Musannafain are a thick collection of hadiths collected in the second and third centuries of Hijri and are considered among the books of the third class in the books of hadith. The term Musannaf refers to the collection of hadiths compiled in the order of jurisprudential chapters, which includes all types of hadiths that are Marfu',Mawqof and Maqto. The authors of these books are Imam Abdul Razzaq al-Sanaani and Imam Abu Bakr Abdullah bin Muhammad bin Abi Shiba. Both of them are considered among the great hadith scholars and all the muhadith scholars agree on their credibility and judgment. In this article, a research analysis is presented in the light of the opinions of Fiqh al-Arba'ah regarding Had-e-Saraqa. It has been mentioned that how Arba'ah jurists reasoned from the narrations of Musanafain related to the rules of saraqah, the Nisab-e-saraqah and other issues, and then the opinion of the imam who will prevail in the analysis is mentioned.

1. Ph.D Research Scholar, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur

2. Associate Professor/Chairman, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur

Keywords: *Huqooq e Khumsa, had-e-Zina, had-e-qazaf, Had-e-sarqah, had-e-Harabah*

اسلام دین فطرت اور مکمل ضابطہ حیات ہے اور تمام انسانوں کے حقوق کا محافظ ہے۔اسلام انسانوں کو ان کے بنیادی حقوق کا تحفظ فراہم کرتا ہے وہ بنیادی حقوق جنہیں حقوق خمسہ کہا جاتا ہے یعنی دین، نسل، عزت و عصمت، جان اور مال کا تحفظ۔اور یہ وہ بنیادی حقوق ہیں جن کا تحفظ معاشرے کا ہر فرد چاہتا ہے تاکہ وہ امن اور سکون سے زندگی گزار سکے۔دین اسلام نے انسانوں کے انہیں حقوق کے تحفظ کے لیے ایک منظم نظام دیا ہے جنہیں حدود کہا جاتا ہے۔حدود وہ سزائیں ہیں جو جرائم پر شریعت نے متعین کی ہیں۔مثلا حد زنا، حد قذف، حد سرقہ، حد حرابہ، حد شرب خمر، حد ارتداد وغیرہ۔انہی حدود میں سے ایک حد سرقہ ہے جو انسانوں کے مال کے تحفظ کیلئے شریعت نے متعین کی ہے۔

اس آرٹیکل میں حد سرقہ سے متعلقہ مصنف عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ کی منتخب مرفوع مرویات کا فقہائے اربعہ کی آراء کی روشنی میں تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔مصنفین دوسری اور تیسری صدی ہجری میں جمع کی جانے والی احادیث کا ایک ضخیم مجموعہ ہیں اور انہیں کتب حدیث میں طبقہ ثالثہ کی کتب میں شمار کیا جاتا ہے۔مصنف اصطلاح میں فقہی ابواب کی ترتیب سے مرتب کی گئی احادیث کا ایسا مجموعہ جس میں مرفوع، وموقوف اور مقطوع تمام قسم کے احادیث شامل ہوتی ہیں۔ان کتب کے مصنفین امام عبدالرزاق الصنعانی اور امام بن ابی شیبہ ہیں۔ان دونوں کا شمار جلیل القدر محدثین میں ہوتا ہے اور تمام محدثین کا ان کی ثقاہت اور عدالت پر اتفاق ہے۔اس آرٹیکل میں مصنفین کی حد سرقہ سے متعلقہ منقول مرفوع مرویات کا فقہائے اربعہ کی آراء کی روشنی میں تحقیقی تجزیہ پیش کیا گیا ہے کہ مصنفین میں حد سرقہ کے حکم، سرقہ کے نصاب اور دیگر مسائل سے متعلقہ مصنفین کی مرویات اور ان فقہائے اربعہ کے استدلال کو بیان کیا ہے۔

موجودہ دور میں بھی مال عدم تحفظ کا شکار ہے جبکہ دین اسلام نے انسانوں کے مال کی حفاظت کے لیے ایک قانون اور ضابطہ پیش کیا ہے جسے حد سرقہ کہا جاتا ہے۔لہذا جب کسی کا مال چوری ہو جائے اور جس نے مال چرایا اس پے سرقہ کی تعریف صادق آتی ہو اور وہ نصاب کے بقدر چوری کرے تو اس پے حد سرقہ قائم کی جائے گی جس میں اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور امن وامان کی صورت حال قائم ہو گی۔چنانچہ ملک وریاست کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ شریعت کے قوانین کا عملی طور پر نفاذ کریں تاکہ عوام الناس عدم تحفظ کا شکار نہ ہوں۔

سرقہ کا مفہوم:

لغوی معنی:

سرقہ کا لغوی مطلب ہے خفیہ طریقے سے کسی کی کوئی چیز لینا۔جیسا کہ ابن منظور لکھتے ہیں:

"السرقة فی الغة أخذ شئ خفية من الغير"۔[1]

"لغت میں سرقہ خفیہ طریقے سے کسی غیر کی کوئی چیز لینے کو کہتے ہیں"۔

اصطلاحی مفہوم:

اصطلاح میں سرقہ کہتے ہیں محفوظ مقام سے کسی کے مال میں سے بقدر نصاب کوئی چیز خفیہ طریقے سے لے لینا۔ جیسا کہ المفردات میں امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ

"السرقة اخذ ماليس له فی خفاء، وفی الشرعی لتناول الشئ من موضع مخصوص وقدر مخصوص"۔[2]

"چوری خفیہ طریقے سے کسی غیر کی چیز لینا ہے اور شریعت میں مخصوص مقام سے مخصوص مقدار میں مخصوص مقام سے کسی چیز کو لینا سرقہ کہلاتا ہے"۔

حد سرقہ:

سارق کی سزا قطع ید یعنی ہاتھ کاٹنا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ"۔[3]

"اور کاٹو ہاتھ چور مرد کے اور چور عورت کے، یہ سزا ہے مقرر کی ہے اللہ نے ،ان کے کسب کی اور اللہ زبردست حکمت کا مالک ہے۔"

درج بالا آیت سے چور کی سزا معلوم ہو گئی مگر چور کا ہاتھ یا پاؤں کہاں سے کاٹے جائیں گے؟ اس سے متعلقہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت مندرجہ ذیل ہے:

نمبر1: "عن رجاء ابن حيوة: ان النبي ﷺ قطع رجلا من المفصل"۔[4]

"نبی ﷺ نے جوڑ سے پاؤں کاٹا۔"

مذکورہ مسئلہ میں مصنف ابن ابی شیبہ میں ایک ہی مرفوع روایت منقول ہے جبکہ مصنف عبدالرزاق میں ایک بھی مرفوع روایت نہیں ہے۔

---

1 ابن منظور، ابوالفضل محمد بن مکرم، لسان العرب، نشر ادب الحوزة، قم، ایران:155/10

Ibn e manzoor, Abul Fazal Jaml ul din Muhammad bin Mukarram, Nashar Adab Alhoza,Qum-Iran, 10/155

2۔راغب اصفہانی، ابو القاسم حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، مکتبہ نزار مصطفی الباز، ص:305

Ragib Asfahani, Abul Qasim Husain bin Muhmmad, Al Mufradat fi Greeb al Quran, Maktabah Nizar e Mustafa Albaz, page#305

3۔القرآن، 38:5 Al Quran, 5:38

4۔ابن ابی شیبہ، ابوبکر عبداللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحدود، باب: ما قالوا من این يقطع، حدیث: 29192

Ibn Abi Shaiba, Abu Bakar Abdullah bin Muhammad, Musannaf Ibn abi shaiba, Hadith:29192

فقہائے اربعہ کی آراء:

ہاتھ کو کاٹنے کی کیفیت و مقدار کے حوالے سے فقہائے اربعہ کا اتفاق ہے کہ چور کا ہاتھ پہنچے سے یعنی ہتھیلی کے جوڑ سے کاٹا جائے گا جیسا کہ المبسوط میں ہے:

" قال فقہاء الامصار قطع الید الیمنی من الرسغ،وقال الخوارج الی المنکب لان الید اسم للجرحه من رؤوس الاصابع الی الاباط،وقال بعض الناس المستحق قطع الاصابع فقط۔وھومخالف للنص والمنصوص لأن رسولؐ أمر بقطع منن الرسغ"۔[1]

"جمہور فقہاء نے کہا کہ دایاں ہاتھ ہتھیلی کے جوڑ سے کاٹا جائے گا جبکہ خوارج نے کہا کہ کندھے سے کاٹا جائے گا کیونکہ انگلیوں سے لے کر کندھے تک یہ مکمل عضو ہاتھ ہے اور بعض کے رائے میں انگلیوں کے جوڑوں سے ہاتھ قطع جائے گا مگر یہ نصوص کے خلاف ہے کیونکہ رسولؐ نے ہاتھ کو جوڑ سے قطع کرنے کا امر دیا۔"

اسی طرح المغنی میں ہے:

"في قول اكثر اهل العلم تقطع السارق من مفصل القدم وهو فعل العمرؓ،وكان عليؓ يقطع القدم من النصف ويدعوا له عقباً ليكون يمشي عليها وهی قول ابي ثور ولنا "۔[2]

"اکثر علماء کی رائے ٹخنے کے جوڑ سے کاٹنا ہے پاؤں کا اور یہی عمرؓ کا فعل ہے اور حضرت علیؓ نصف قدم کاٹتے تھے اور پاؤں کا پچھلا حصہ چھوڑ دیتے تھے تاکہ وہ اس پر چلے پھرے۔ یہی ابو ثور کی اور ہماری رائے ہے۔"

ہاتھ اور پاؤں کے کاٹنے میں جمہور علماء کی رائے کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ نبی ؐ سے مرفوعاً منقول ہے؛ آپؐ نے ہاتھ اور پاؤں دونوں کو جوڑ سے کاٹنے کا حکم دیا اور یہی جمہور آئمہ (احناف، مالکیہ اور شوافع) کا مؤقف ہے اور امام احمدؒ کی ایک رائے یہی ہے اور ایک رائے پاؤں کے کاٹنے بارے یہ کہ ایڑی چھوڑ دیں اور وہ علیؓ کے فعل کو دلیل بناتے ہیں۔

" عن عدی مرفوعا ان النبیؐ قطع ید السارق من المفصل"۔[3]

"نبیؐ سے عدیؓ نے مرفوعا نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے چور کا ہاتھ جوڑ سے کاٹا۔"

اور پاؤں کو جوڑ سے کاٹنے کی مرفوع حدیث جو ابن ابی شیبہ میں منقول ہے اوپر ذکر کر دی گئی ہے۔

---

1 السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سہل شمس الائمہ، المبسوط، مطبعة السعادة، مصر، کتاب السرقة، 9/133-134

Al-Sarkhasi,Muhammad bin Ahmad, Almabsoot, published by Matba u alsaadah, Egypt, 9/133-134

2 ابن قدامه، عبد الله بن احمد، المغنی، دار عالم الکتب للطباع(لنشروالتوزیع، الریاض، السعودیه، الطبعة الثالثة:1997ء، 12/441

Ibn e Qudamah ,Abdullah bin Ahmad, Almugni, Dar Alam al Kutab, Riyadh, Saudi Arabia, 12/441

3۔ البیهقي، احمد بن الحسین، السنن الصغیر البیهقي، جامعة الدراسات الاسلامیة، کراتشی، باکستان، الطبعة الاولی:1989ء، حدیث:2624

Albaihaqi, Ahmad bin Alhussain, al-Sunan alsagheer Albaihaqi, Jamia aldrasat al-Islamia,Karachi, Pakistan, Hadith:2624

ہاتھ کاٹنے کے بعد اسے داغنا:

چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اسے داغ دینا مسنون ہے تاکہ خون رک جائے۔ مصنف عبدالرزاق میں ہاتھ کاٹنے کے بعد داغنے سے متعلق کوئی روایت منقول نہیں ہے جبکہ مصنف ابن ابی شیبہ میں دو مرفوع روایات منقول ہیں جو درج ذیل ہیں:

"عن ابي.ثوبان،ان النبيﷺ قطع يد رجل ثم حسمه"۔[1]

"ابن ثوبانؒ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اسے داغ دیا۔"

"عن محمد بن عبد الرحمن رفعه مثله"۔[2]

"محمد بن عبدالرحمٰنؒ سے بھی اسی طرح ہی منقول ہے"۔

فقہائے اربعہ کی آراء:

تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ سارق کا ہاتھ کاٹ دینے کے بعد خون کو روکنے اور کٹی ہوئی رگوں کو بند کرنے کے لیے اسے داغنا چاہیے جو کہ سنت سے ثابت ہے۔ جیسا کہ المغنی میں ہے:

"وإذا قطع يد السارق فحسم،لتنسد افواه العروق ولا يموت لينزف الدم"۔[3]

"جب چور کا ہاتھ کاٹ دیا تو اسے داغ دینا چاہیے تاکہ رگیں سکڑ جائیں، اور خون زیادہ بہ جانے کے سبب موت واقع نہ ہو جائے۔"

اسی طرح الفقہ الاسلامی والادلۃ میں ہے:

"واذا قطع فالسنةيحسم موضع القطع ويعلق العضو فى عنقه"۔[4]

"اور جب کاٹ دیا گیا تو سنت یہی ہے کہ کاٹے ہوئے عضو کو داغ کر گلے میں لٹکا دیا جائے"۔

مذکورہ مسئلہ میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور سنت بھی یہی ہے کہ سارق کا ہاتھ کاٹ دینے کے بعد خون کو روکنے اور کٹی ہوئی رگوں کو بند کرنے کے لیے اسے داغنے کے بعد گلے میں لٹکا دیا جائے۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی مرفوع روایات اس مسئلہ میں تمام فقہاء کی دلیل ہیں۔ اس کے علاوہ بھی دیگر احادیث سے یہ سنت ثابت ہے کی آپؐ نے چور کے بارے یہی حکم فرمایا۔ اسی طرح سنن النسائی میں ہے:

---

1 ابن ابی شیبه، مصنف ابن ابی شیبه، حدیث:30508

Ibn Abi Shaiba, Musannaf Ibn abi shaiba, Hadith:30508

2 ایضاً، حدیث؛30509 Ibid, Hadith:30509

3 ابن قدامه عبدالله بن أحمد، المغنی، 441/12

Ibn e Qudamah , Abdullah bin Ahmad , Almugni, 12/441

4 وهبه زهیلی، الفقه الاسلامی والادلة، دار الفکر بیروت؛لبنان، الطبعة الثانی:1985ء، 99/6

Wahba Zuhaili, Al Fiqhul Islami Wal Adillah, Dar ul Fikar Beirut, Lebanon, 6/99

"عن عبد الرحمن قال سالت فضالة بن عبيد،عن تعليق يد السارق قال سنة قطع رسولؐ يده، وعلق في عنقه"۔[1]

"عبدالرحمن بن محیریز سے مروی ہے، چور کا ہاتھ گلے میں لٹکانے بارے فضالہ ابن عبیدؓ سے میں نے استفسار کیا تو انہوں نے کہا یہ سنت ہے، رسول ﷺ نے چور کا ہاتھ قطع کے بعد اسے سارق کے گلے میں لٹکا دیا تھا"۔

تکرار سرقہ پر سزا کے تکرار کا حکم:

ایک مرتبہ چوری کرنے پر حد سرقہ قائم کرنے کے بعد اگر وہ دوبارہ چوری کرے تو اس چور پر دوبارہ حد کا قائم ہو گی یا نہیں؟

اس مسئلہ سے متعلقہ مصنف عبدالرزاقؒ اور مصنف ابن ابی شیبہؒ کی مرفوع روایات درج ذیل ہیں:

ابن جریجؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبدرب ابن ابی امیہؒ نے مجھے خبر دی کہ حارث بن عبداللہ ابن ابی ربیعہؒ نے بتایا:

"ان النبی ﷺ أوتی بعبد سرق، فاتي به أربع مرات فتركه،ثم أتي به الخامسة،فقطعت يده،ثم السادسةفقطع رجله ثم السابعةفقطع يده ثم الثامنة فقطع رجله"۔[2]

"ایک غلام جس نے چوری کی تھی اسے نبی ﷺ کے پاس پیش کیا گیا گیا، آپ ﷺ نے چار مرتبہ اسے چھوڑ دیا، پھر آپ ﷺ نے پانچویں مرتبہ ہاتھ کاٹ دیا، پھر چھٹی مرتبہ آپ ﷺ نے اس کے پاؤں کو کاٹ دیا، اور ساتویں مرتبہ دوسرا ہاتھ کاٹ دیا اور پھر آٹھویں مرتبہ چوری پر اس کا دوسرا پاؤں بھی کاٹ دیا"۔

حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہؒ اور عبدالرحمن بن سابطؒ دونوں سے مروی ہے:

"ان النبيﷺ اوتي بعبد قد سرق فقطع يده، ثم اتيالثانية قطعت رجله ثم اتي الثالثة فقطع يده ثم اوتي به فقطع رجله"۔[3]

"ایک غلام جس نے چوری کی تھی جب اسے نبیؐ کے پاس لایا گیا جس تو آپ ﷺ نے اس سارق کا ہاتھ قطع کیا پھر دوبارہ چوری کرنے پر اس کا پاؤں کاٹا اور پھر تیسری مرتبہ چوری پر آپ ﷺ نے اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ دیا اور چوتھے مرتبہ اس کا پاؤں کاٹ دیا"۔

---

1 النسائی،أحمد بن شعیب،سنن نسائی،المکتبة التجاريةالكبرى بالقاهره،كتاب قطع السارق: باب التعليق يد السارق في عنقه، حديث:4982

Al Nasai, Ahmad bin Shuaib, Sunan Nasai, Hadith:4982

2 عبدالرزاق الصنعانی،مصنف عبدالرزاق، حدیث:18773

Abdul Razzaq Al Sanaani, Musannaf Abdul Razzaq, Hadith: 18773

3 ابن ابی شیبہ،مصنف ابن ابی شیبہ،حدیث:30144

Ibn Abi Shaiba, Musannaf Ibn abi shaiba, Hadith:30144

فقہائے اربعہ کی آراء:

فقہائے اربعہ میں اس بات پر اتفاق ہے پہلی مرتبہ چوری کرنے پر دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا اور دوسری مرتبہ چوری کرنے پر بائیں پاؤں کو کاٹ دیا جائے گا مگر تیسری اور چوتھی مرتبہ اسی فعل پر حد کے قیام میں فقہاء میں اختلاف ہے جیسا کہ المبسوط میں ہے:

"فان سرق الثالثه لم يقطع عندنا استحساناولكن يعذر ويحبس حتى تظهر توبته وعندالشافعى تقطع اليد والرجل ويحبس بعد ذالک"۔[1]

"احناف کے ہاں تیسری مرتبہ چوری کرنے پر استحساناً اس کا ہاتھ قطع نہ ہو گا لیکن تعزیری سزا دی جائے اور قید کیا جائے گا حتی کہ اس کی توبہ ظاہر ہو جائے جبکہ شوافع کے ہاں تیسرے اور چوتھی مرتبہ میں بھی ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے اور اس کے بعد قید کیا جائے گا۔"

اسی طرح التفریع فی فقه مالکی میں ہے:

"واول مايقطع يد اليمنى للسارق ثم قطعت رجله اليسرى وثم قطعت يده اليسرىٰ والرجله السرىٰ وبعد ذالک ثم سرق ضرب وحبس"۔[2]

"پہلی مرتبہ چوری پر سارق کا دایاں ہاتھ کٹے گا اور پھر بایاں پاؤں کاٹا جائے گا اور پھر اگر چوری مرتکب ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور پھر بایاں پاؤں اور اس کے بعد بھی چور اگر دوبارہ چوری کرے تو پھر اسے قید کر دیا جائے گا اور مارا جائے گا۔"

امام احمد بن حنبلؒ کی دو آراء ہیں؛ ایک رائے یہ ہے کہ تیسری مرتبہ چوری کرنے پر حد نہیں بلکہ اسے قید کرا جائے گا اور دوسری رائے یہ ہے کہ تیسری اور چوتھی دفعہ چوری کرنے پر بھی ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں گے جیسا الکافی فی فقه الامام احمدؒ "میں ہے:

"فان سرق الثالثة ففيه روايتان: احداهما لا يقطع غير يد ورجل بل يحبس، والثانية قطعت يده اليسرى فان عاد فسرق تقطع رجله اليمنى"۔[3]

---

1 السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، 166/9

Al-Sarkhasi,Muhammad bin Ahmad, Almabsoot, 9/166

2 ابن الجلاب المالكی، عبيد الله بن الحسين، التفريع في فقه الامام مالك ،دار الكتب العلميه، بيروت؛لبنان، الطبعة الاولى:2007ء، 222/2

Ibn jlab malki,Ubaidullah bin Ahmad, Al Tafrie fi Fiqh-il-Imam malik, Dar-ul-Kutub alilmiyah, Beirut,lebanon, 2/222

3 ابن قدامه، ابو محمد عبد الله بن احمد، الكافي في فقه الإمام احمد، دار الكتب العلميه بيروت؛لبنان، 83/4

Ibn e Qudamah , Abdullah bin Ahmad , Alkafi Fi Fiqh el Imam Ahmad, Dar ul Kutub Al Ilmiyah, Beirut, Lebanon,4/83

"پھر اگر تیسری مرتبہ چوری کرے تو اس میں دو آراء ہیں: ایک یہ کہ اس کا ہاتھ اور پاؤں نہیں کاٹے جائیں گے بلکہ اسے قید کر دیا جائے گا اور دوسری یہ ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ کاٹیں گے اور پھر بھی وہ چوری کرے تو دایاں پاؤں بھی کاٹ دیا جائے گے۔"

مذکورہ مسئلہ مصنف عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ کی مذکورہ بالا مرفوع روایات میں منقول ہے کہ تیسری اور چوتھی دفعہ میں چوری کرنے پر بھی چور کے ید اور رجل کاٹ دیے جائیں گے۔ فقہاء میں بھی اس مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ احناف اور حنابلہ ایک رائے یہ ہے، تیسری اور چوتھی مرتبہ چوری ،پر ہاتھ اور پاؤں نہیں کاٹے جائیں گے بلکہ اسے قید کر دیا جائے گا اور مارا جائے، یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیں جبکہ شواف مالکیہ اور حنابلہ کی دوسری رائے یہ ہے کہ دو سے زائد مرتبہ چوری کرنے پر بھی اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں گے۔ اس سلسلے میں مصنفین کی مرفوع روایات شوافع اور مالکیہ کے موقف کی تائید کرتی ہیں۔ مگر اس سلسلے میں احناف اور حنابلہ کی پہلی رائے کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ ان کی رائے کی تائید میں ابن عباسؓ سے نبی کریم ﷺ کا فعل منقول ہے۔ اسی طرح علیؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ اور دیگر فقہائے تابعین کے اقوال وافعال اس سلسلے میں موجود ہیں ، تیسری اور چوتھی مرتبہ سرقہ کرنے پر اس کا ہاتھ اور پاؤں نہیں کاٹے جائیں گے۔ اور ترجیح دینے کی وجہ یہ بھی ہے کہ احسان کو مد نظر رکھتے ہوئے اب ہاتھ اور پاؤں نہ کاٹے جائیں تاکہ وہ اپنے اس ہاتھ سے کھائے پیے اور پاکی حاصل کرے جیسا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے منقول ہے وہ بھی یہی فرماتے تھے۔ حضرت علی نے فرمایا:

" لا استحي ان قطعت يده ياكل بها ويستنجي بها"۔[1] وقال"اني لأستحي ان لا يتطهر لصلاته"۔[2]

"بے شک مجھے حیا آتی ہے کہ وہ نماز کے لیے پاکی بھی حاصل نہ کر سکے۔"

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ نے میں سماک نے اسی پر صحابہ کا اجماع نقل کیا اور زہری نے اس کو سنت قرار دیا۔ لہٰذا تیسری اور چوتھی مرتبہ ہاتھ پاؤں نہیں کاٹیں گے بلکہ قید کر دیا جائے گا اور مارا جائے گا۔

بیت المال سے سرقہ پر حد کا حکم:

اگر کوئی شخص بیت المال سے یا کسی ایسے مال سے جس میں اس کا حصہ ہو، چوری کرلے تو اس پر حد سرقہ کا کیا حکم ہے؟ اس مسئلہ سے متعلق مصنف عبدالرزاق میں ایک مرفوع روایت منقول ہے۔ میمون بن مہرانؒ نقل کرتے ہیں:

"اوتي النبي ﷺ بعبد من سرق من الخمس فقالﷺ: مال الله۔ سرق بعضه بعضا ليس عليه قطع"۔[1]

---

1 ابن ابي شيبه، مصنف ابن ابی شیبه، حديث: 30146 Ibn Abi Shaiba, Musannaf Ibn abi shaiba, Hadith:30146

2 ايضاً، حديث:30136 Ibid, Hadith:30136

"نبی ﷺ کے پاس اک غلام لایا گیا جس نے خمس میں سے چوری کی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا : یہ اللہ کا مال ہے، بعض نے بعض کو چرایا ہے اس لیے اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔"

فقہائے اربعہ کی آراء:

احناف اور حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ بیت المال سے یا ایسے مال سے جس میں اس کی شراکت یا حصہ ہو چوری کرنے پر قطع ید کی سزا نہیں کیونکہ بیت المال میں حق ہونا شبہ پیدا کرتا ہے اور شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور امام شافعیؒ کی بھی ایک رائے یہی ہے۔ جیسا کی فتح القدیر میں ہے:

"ولا يقطع سارق من بيت المال عندنا وبه قال احمد والشافعي والشعبي والنخعي وقالا مالك وحماد: يقطع"۔[2]

"ہمارے نزدیک بیت المال سے کچھ بھی طرانے پر سارق کا ہاتھ نہیں قطع کیا جائے گا اور امام احمدؒ، شافعیؒ، شعبیؒ، اور نخعیؒ نے یہی کہا، جبکہ امام مالک اور حماد نے کہا؛ ہاتھ کاٹا جائے گا۔"

امام مالکؒ نے آیت کے عموم کی وجہ ہاتھ کاٹنے کو واجب قرار دیا ہے جیسا کہ المدونہ میں ہے کہ

"وقال مالك: يقطع لعموم الكتاب"۔[3]

"امام مالکؒ نے فرمایا :اس چور کا ہاتھ کٹے گا کیونکہ کتاب اللہ میں عموم ہے۔"

امام احمدؒ کا مؤقف بھی یہی ہے کہ ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جیسا الجمیع لعموم الامام الاحمد میں ہے:

"قال عبد الله سالت ابي، السارق من سرق من بيت المال؟ فقال: لا يقطع"۔[4]

"عبداللہ نے اپنے والد احمد سے بیت المال کے چور کے بارے میں پوچھا ،انھوں(احمدؒ) نے فرمایا: ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔"

مذکورہ مسئلہ میں احناف اور حنابلہ کا موقف اور شافعیہ کی بھی ایک رائے یہی ہے کہ بیت المال سے چرانے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا جبکہ امام مالک کا موقف یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹنا بھی واجب ہے۔اس مسئلہ میں احناف اور حنابلہ کی رائے کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ درج بالا

---

1 عبدالرزاق الصنعانی، مصنف عبدالرزاق، حدیث: 18873
Abdul Razzaq Al Sanaani, Musannaf Abdul Razzaq, Hadith: 18873

2 ابن الهمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدير، المكتبه مصطفى البابي الحلبي واولاده، بمصر، 376/5
Ibn al Humam, Muhammad bin Abdul Wahid, *Fatah al Qadeer*, Egypt: Mustafa Albabi Alhalabi, 5/376

3 مالك بن انس، المدونة، دار الكتب العلميه، 549/4
Malik bin Anas, Al mudawanah, Dar Alam al Kutab, 4/549

4 خالد الرباط، سيد عزت عيد، الجميع العلوم الإمام احمد، دار الفلاح للبحث العلمي وتحقيق التراث الفيوم بمصر، 280/12
Khalid al Rabaat, Sayed Izat Eid, Aljamee ul Uloom al Imam Ahmad, Dar al falah lil behs al Ilmi wa Tahqiq, Eygpt, 12/280

مرفوع روایت اس مسئلہ میں احناف اور حنابلہ کے موقف کی تائید کرتی ہے کہ جس میں رسول پاک ﷺ نے فرمایا : کہ بیت المال سے چرانے پر حد نہیں۔اسی طرح مصنفین کی دیگر روایات بھی اسی مؤقف کی تائید کرتی ہیں۔ان روایات کے علاوہ علیؓ، عبداللہ ابن مسعودؓ، عمرؓ، سعدؓاور تابعین میں حسن بصریؒ،سعید ابن مسیبؒ، نخعیؒ، شعبیؒاور دیگر اہل علم حضرات کی رائے بھی یہی ہے کہ بیت المال سے چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہ ہو گی جبکہ دوسری طرف صرف امام مالک اور حماد اور حسن بصری کی رائے میں ہاتھ کاٹنا واجب ہے۔لہذا جمہور کے مؤقف کو ترجیح دی جائیگی۔

نصاب سرقہ:

سرقہ کا نصاب کیا ہے یعنی چور کتنا مال چوری کرلے تو اس پر حد سرقہ نافذ کی جائے گی؟اس سے متعلق مصنفین اور دیگر کتب حدیث میں بھی روایات منقول ہیں اور فقہائے اربعہ میں بھی سرقہ کے نصاب کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے۔سرقہ کے نصاب میں مصنفین کی مرفوع مرویات درج ذیل ہیں۔

سعید ابن المسیبؒ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

"اذا سرق السارق ما يبلغ ثمن المجن قطعت يده وكان ثمن المِجن عشرةدراهم"۔[1]

"جس وقت چور چوری کرے اور مسروقہ مال کی قیمت ایک ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیں اور ڈھال کی قیمت 10درہم ہے۔"

سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"تقطع يد السارق في ربع دينار فصاعدا"۔[2]

"چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی چوری میں کاٹا جائے گا۔"

”عن ابن عمر ان النبی ﷺ قطع مجن ثمنه ثلاثه دراهم"۔[3]

”ابن عمرؓ نے نقل کیا نبی ﷺ نے ایک ڈھال کے عوض سارق کا ہاتھ کاٹ دیا تھا جسکی قیمت 3درہم تھی“۔

اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ مین بھی مرفوع روایات منقول ہیں,نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"القطع في ربع دينار فصاعدا"۔[4]

1 عبدالرزاق، مصنف عبدالرزاق، حدیث:18951

Abdul Razzaq Al Sanaani, Musannaf Abdul Razzaq, Hadith: 18951

2 ایضاً، حدیث: 18961 Ibid, Hadith:18961

3 ایضاً، حدیث: 18968 Ibid, Hadith:18961

4 ابن ابی شیبہ، مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث: 29944

"چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یہ اس سے زیادہ میں حد ہو گی یعنی ہاتھ کو کاٹا جائے گا"۔

حضرت ابن مسعود سے مروی ہے:

"ان النبی ﷺ قطع في خمسة دراهم"۔[1]

"رسول ﷺ نے چور کا ہاتھ پانچ دراہم میں کاٹا۔"

فقہائے اربعہ کی آراء:

احناف کی رائے یہ ہے کہ سرقہ کا نصاب جس کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹنا واجب ہو جاتا ہے وہ ڈھلے ہوئے دس دراہم یا ایسی چیز ہے جس کی قیمت 10 دراہم ہو۔ جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے:

"انه مقدر بعشرة دراهم فلا قطع في اقل من عشرة دراهم"۔[2]

"سرقہ کا نصاب دس درہم ہے، دس دراہم سے کم قیمت کی چیز چرانے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا"۔

امام مالکؒ اور حنابلہ کے ہاں سونے کا نصاب چوتھائی دینار یا تین دراہم ہیں، جیسا کہ "المعونة على مذاهب عالم المدينة" میں ہے:

"أن النصاب من الذهب ربع دينار ومن الورق ثلاثه دراهم"۔[3]

"بے شک سونے کا نصاب چوتھائی دینار اور چاندی کا نصاب تین درہم ہے"۔

شوافع نے چوتھائی دینار کو سرقہ کا نصاب قرار دیا ہے۔ جیسا کہ المہذب میں ہے:

"ولا يجب فيما دون النصاب والنصاب ربع دينار او ما قيمته ربع دينار"۔[4]

"سرقہ کا نصاب چوتھائی دینار یا اس کے برابر قیمت ہے، اور نصاب سے کم میں حد سرقہ واجب نہیں ہو گی"۔

احناف کے ہاں نصاب سرقہ دس درہم یا اس کے برابر قیمت کی کوئی چیز ہے مالکیہ کہ ہاں سرقہ کا نصاب سونے کی جنس میں چوتھائی دینار اور چاندی کی جنس میں تین درہم ہے شوافع کے ہاں نصاب چوتھائی دینار یا اس کے برابر قیمت ہے اور حنابلہ کے ہاں بھی چوری کا نصاب چوتھائی دینار یا تین درہم یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی برابر قیمت کی کوئی چیز ہے۔

Ibn Abi Shaiba, Musannaf Ibn abi shaiba, Hadith:30144

1 ابن ابی شیبه، مصنف ابنابی شیبه، حدیث:29945 Ibid, Hadith:29945

2 الكاساني، علاء الدين ابو بكر بن مسعود، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، 77/7

Al Kasaani, Abu bakar bin Masood, badai ul Sanaei fi Tarteeb e sharaei, 77/7

3 البغدادي، القاضی عبد الوهاب، المعونه على مذاهب علم المدينه، المكتبه التجاريه مكه المكرمه، 1415/3

Al Baghdadi, Qazi Abdul Wahab, *Al Muawanah alaa Mazahib e ilm ul Madinah*, Makkah: Al Maktaba al Tijariah, 1415/3

4 الشيرازي، ابو اسحاق ابراهيم بن علي، المهذب في فقه امام الشافعي، دار الكتب العلميه، 354/3

Al Sherazi, Ibrahim bin Ali, Al Muhazab fi Fiqah Imam Shafei, Dar al Kutub al Ilmiyah, 354/3

فقہاء کی مذکورہ آراء میں سے احناف کی رائے کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ مصنفین میں احناف کی رائے کی تائید میں منقول روایات کی تعداد زیادہ ہے۔ مصنف کی مذکورہ بالا روایت 18951 کے علاوہ عمرو ابن شعیب ؒ کی سند سے روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ دس درہم سے کم قیمتی چیز چرانے میں ہاتھ نہیں کاٹتے تھے۔

اگرچہ تمام آئمہ کے موقف کی تائید میں مرفوع روایات منقول ہیں مگر احناف کے موقف کی تائید میں مرفوع روایت کے علاوہ عبداللہ بن مسعودؓ، عمرؓ، عثمانؓ، ابن عباسؓ، ایمن اور دیگر سے موقوف اور مقطوع روایات بھی منقول ہیں اور ان کے علاوہ تابعین میں حضرت ابن جریجؒ، داؤد بن حصینؒ، حضرت عطاء، حضرت حسن بصریؒ، ابن جریجؒ، ابن طاؤسؒ، قاسمؒ سعید ابن مسیبؒ اور دیگر علماء بھی سرقہ کے نصاب میں 10 دراہم کی رائے رکھتے ہیں۔ ترجیح کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ نبی مکرم ﷺ سے بہت سی روایات منقول ہے کہ رسول ﷺ نے 1 ڈھال کی قیمت میں ہاتھ کاٹا یا ڈھال کی قیمت کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو ڈھال کی قیمت کے حوالے سے بہت سے صحابہ کرامؓ سے روایت منقول ہیں کہ ڈھال کی قیمت صحابہ کرامؓ کے دور میں دس درہم ہوتی تھی۔

اور ترجیح کی اور وجہ یہ ہے کہ تمام فقہاء کا دس درہم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے پر اتفاق ہے کیونکہ دیگر ائمہ کے ہاں چوتھائی دینار یا تین درہم کے نصاب کے حوالے سے جو روایات ملتی ہیں، ان میں بھی اختلاف ہے کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ، حضرت قتادہؓ، حضرت انسؓ اور دیگر صحابہ و تابعین سے ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن میں ڈھال کی قیمت تین درہم سے زیادہ یعنی چار درہم، پانچ درہم یا آٹھ درہم کی روایات بھی ملتی ہیں، توان تمام روایات میں اختلاف موجود ہے مگر دس درہم کی چوری میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ دس درہم کی جب چوری ہو جائے تو اس میں تو ہاتھ بدرجہ اولیٰ کاٹا جائے گا۔

اسی طرح سعید ابن مسیبؒ سے مصنف ابن ابی شیبہ میں منقول ہے کہ انہوں نے دس درہم پر ہاتھ کاٹنے کو سنت قرار دیا ہے۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مصنفین اور دیگر کتب حدیث میں رسول ﷺ سے یہ روایت بھی ملتی ہے کہ کسی کم قیمت یا گھٹیا چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے لہذا دس درہم والی روایات کے مقابلے میں تین درہم یا چوتھائی دینار کم قیمت والی چیز معلوم ہوتی ہے لہذا ایک دینار یا 10 دراہم یا ان کے برابر قیمت کو سرقہ کا نصاب قرار دینا اولیٰ ہے۔

خلاصہ بحث:

شریعت مطہرہ نے انسانوں کے بنیادی حقوق کی فراہمی اور ان کے تحفظ کے لیے اور ان حقوق کو پامال کرنے والے جرائم پیشہ لوگوں کے لیے کچھ سزائیں متعین کی ہیں، جنہیں حدود کہا جاتا ہے۔ انہی حدود میں سے ایک حد سرقہ ہے جو انسانوں کے مال کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے شریعت نے متعین کی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا مال چرالے، اور اس چور پر سارق کی تعریف صادق آتی ہو تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دینے کی سزا شریعت نے متعین کی ہے۔ مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد چور ہو یا عورت اس کے اس

چوری کے جرم میں اس کا ہاتھ کاٹ دینا کا حکم اللہ نے قران پاک میں دیا ہے اور یہ ہاتھ ہتھیلی کے جوڑ سے کاٹا جائے گا جیسا کہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فعل منقول ہے اور پھر اگر وہ ایک بار حد نافذ کرنے کے بعد دوبارہ چوری کرے تو جرم کے تکرار پر اس پر دوبارہ حد سرقہ قائم کی جائے گی اور اس مرتبہ میں اس کا مخالف سمت سے پاؤں جوڑ سے کاٹ دیا جائے گا۔

چونکہ سزا دینے کا مقصد صرف جرم سے روکنا ہے نہ کہ اس چور کو جان سے ختم کر دینا، لہذا شریعت نے اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہاتھ یا پاؤں کاٹ دینے کے بعد اس کے کٹے ہوئے حصے کو داغ دینے کو مسنون قرار دیا ہے تاکہ خون رک جائے۔ چنانچہ اس تحقیق کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ریاست کے ذمہ داران ریاست اور ملک میں شریعت کے متعین کردہ قوانین وضوابط کو عملی طور پر نافذ کر دیں تو لوگوں کے مال بھی محفوظ ہو جانے سے لوگ اپنے مال کے بارے مین عدم تحفظ کا شکار نہیں ہوں گے اور ملک امن وامان کا گہوارا بن جائے گا۔